نام کتاب: سلامتی کا سفر

مصنف: اعجاز رحمانی

ناشر: بزم احباب۔ کراچی

صفحات: ۸۴۹

قیمت: ۹۰۰

تبصرہ نگار: سید عزیز الرحمٰن

اعجاز رحمانی خصوصاً شہر کراچی کے بزرگ شعرا میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کی قادر الکلامی اساتذۂ فن کے ہاں بھی مسلم ہے، اور آپ کے مطبوعہ کلام اور کتب کا مطالعہ بھی اس کی گواہی دیتا ہے۔ آپ چار نعتیہ مجموعے اعجاز مصطفیٰ، آسمان رحمت، آبشارِ رحمت، پہلی کرن آخری روشنی پیش کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ غزل اور نظم کے حوالے سے آپ کی نصف درجن سے زائد کتب شائع ہو چکی ہیں اور اہل علم اور اہل ادب سے کلمات ستائش بھی حاصل کر چکی ہیں۔

زیر نظر کتاب منظوم سیرت ہے، جسے انہوں نے ''سلامتی کا سفر'' جیسا بامعنیٰ نام دیا ہے، اور اسے مسدس رحمانی قرار دیا ہے۔

اس مسدس کو ہم بجا طور پر اردو کی منظور سیرتوں میں سرِفہرست قرار دے سکتے ہیں۔ جس کے کئی ایک اسباب ہیں:

ا۔ یہ کتاب سیرت کے ان تمام واقعات کا احاطہ کرتی ہے، جو عام کتب سیرت میں بیان ہوتے ہیں۔

ا۔ جزئیات کا استقصا بھی اسے اس کتاب کو معتبر بناتا ہے۔

۲۔ اس طوالت کے باوجود اسلوب کی چاشنی اور اشعار کی بندش کی چستی برقرار رہتی ہے، بل کہ اشعار میں موجود شعریت بھی اول تا آخر ایک ہی معیار پر دکھائی دیتی ہے۔

۳۔ بعض مقامات پر حاشیے میں ان بیانات کے حوالے بھی درج کئے گئے ہیں، جنہیں اشعار کی صورت میں نظم کیا گیا ہے۔

اس بنا پر اس منظوم سیرت کو ضخامت کے اعتبار سے بھی اور معیار کے لحاظ سے بھی اہم ترین کاوش اور خدمت سیرت قرار دینے میں ہمیں کوئی تامل نہیں ہے۔

یہ مجموعہ ڈیڑھ سو سے زائد عنوانات اور دو ہزار سے زائد بند پر مشتمل ہے، یوں اس مجموعے میں چھ

ہزار سے زائد اشعار شامل ہیں۔ شعر کے حوالے سے بات نمونۂ کلام پیش کئے مکمل نہیں ہوسکتی۔ ہم بھی چند اشعار ضرور پیش کرنا چاہیں گے۔

ابتدا میں حمد کے زیرِ عنوان اس کتاب کے لئے اپنے رب سے استعانت کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے:

میں چاہتا ہوں کہ رُودادِ کائنات لکھوں
ترے کرم کا سبب وجۂ التفات لکھوں
تری جزا و سزا کے میں واقعات لکھوں
زمیں کا ذکر کروں آسمان کی بات لکھوں
ترا کرم یہ اگر مجھ سے کام ہو جائے
مرا بھی شکر گزاروں میں نام ہوجائے

اور قبلِ اسلام مختلف تہذیبوں اور اقوام کی حالت زار پیش کرتے ہوئے مصر کا ذکر شاعر کے قلم سے یوں نکلتا ہے:

اسی طرح سے پریشاں تھے مصر کے بھی عوام
کہ بت پرستی میں ان کا بھی تھا بلند مقام
یہاں بھی چوری، زِنا، قتل کا راج تھا عام
نشانِ عظمت رفتہ تھے معبد و اہرام
خرد کی بات کو حاصل کوئی مقام نہ تھا
وہ تیرگی تھی کہیں روشنی کا نام نہ تھا

آخری شعر میں شاعر نے کیا سچی بات کہی ہے، اور اس طرح کہ شعر سہل ممتنع کا لطف دے رہا ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داعِ کہنے کا وقت قریب آتا ہے تو اس وقت صحابہ کی کیا کیفیت تھی، اس کی منظر نگاری کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات یاد کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے:

برائیوں کو شہِ دیں نے بے نقاب کیا
نظامِ دہر میں برپا اک انقلاب کیا
کیا جو کام بھی وہ کام لاجواب کیا
خود اپنی ذاتِ گرامی کا احتساب کیا

چراغ، علم و ہنر کے جلا رہے تھے رسول
زمینِ جہل سے سورج اُگا رہے تھے رسول

اعجاز رحمانی مزید کہتے ہیں:

جو بے لباس بدن تھے انہیں قبائیں دیں
جو لوگ دشمنِ جاں تھے انہیں دعائیں دیں
بھٹک گئے تھے جو انساں انہیں صدائیں دیں
حصارِ حبس میں جو تھے انہیں ہوائیں دیں
شریر جتنے تھے پامال کر دیا ان کو
جو پست تھے بلند اقبال کردیا ان کو

ختم نبوت کا بیان ہر مسلمان کے لئے ناگزیر اعتقادات میں سے ہے، اس لئے وہ کوئی نئی چیز نہیں، لیکن شاعر نے اس میں کیا خوب جدت کی ہے، اور یہ عام مضمون کس خاص اسلوب میں باندھا ہے:

شہِ امم تھے نبوت کی آخری قندیل
خدا کے دعوے کی سرکارِ دو جہاں تھے دلیل
حضور ﷺ ہی سے ملا آدمی کو ربِ جلیل
حضور ﷺ آئے تو ایماں کی ہو گئی تکمیل
نہیں بھٹکنے کا امکان اب رسول ﷺ کے بعد
ہمارے پاس ہے قرآن اب رسول ﷺ کے بعد

اور آخر میں شاعر امت کو اپنے احتساب اور رجوع الی منہاج النبی ﷺ کی دعوت دیتے ہوئے کہتا ہے:

تشخص آج ہمیں اپنا گر بچانا ہے
پلٹ کے سرورِ عالم ﷺ کی سمت جانا ہے
خدا کے حکم پہ اپنی جبیں جھکانا ہے
چراغ مہر و مروت کا پھر جلانا ہے
رسول ﷺ پاک کی سیرت سے کام لو لوگو
خدا کی رسی کو مضبوط تھام لو لوگو